علمی و تحقیقی مجلہ "محاکمہ" یونیورسٹی آف سیالکوٹ

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ڈاکٹر عمران ازفر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو اور مشرقی زبانیں، یونیورسٹی آف سرگودھا

بیسویں صدی کا عالمی سیاسی تفاعل اور روسی ہیت پرستی (جدلیاتی مطالعہ)

Twentieth Century World Political Interaction and Russian Formalisam (A Dialectical Study)

(Dr. Imran Azfar، Assistant Professor، Department of Urdu، University of Srgodha).

ABSTRACT

Russain Formalisam emerged in Russia in 1910 and remained active for more than two decades means approximately twenty years. Russian Formalists laid emphasison the functional role in literary devices.They

method for studying poetic language. They ،scientific،advocated a

people were in front of Italian Futurism and also gave answers to Marxist followers.This Theory based upon scientific method of literary

described Russian formalists.interpretation based on Form of literature

general characteristics of literary languageband tries to analyze the specific devices with in the text used by the poet in his poetic experience by language.They introduced the term defamiliarization which became a key concept for Russian formalism.Russian Formalists wanted that literature should be studied on scientific bases through

techniques and other ،devices،objective analysisof the motives

important functions that comprise the literary work. They want literature a piece of Art not an advertisement of any literary group or

In this article writer tries to define Formalism and the real .theory

odjectives of this Russian Literary Theory which was based in front of

Critic used Historical .Italian Futurism and British Imagism

comparative analysis to determine his point of view and used primary Sources as kuddon literary theory book and other main streem writers in Urdu whose have important works upon this Literary Theory.

Keywords: Formalisam, Futurism, Defamiliarization, Scientific,

Advertisement, Literary Theory, Alienation.

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

کلیدی الفاظ: ہیت پسندی، شناسائی، اجنبیت، سائنسی، اشتہار، ادبی نظریہ

روسی ہیت پسندی مزاجاً جدیدیت کی اس ہمہ گیر تحریک سے منسلک ہے جو عمرانی اور ادبی فکر کو سائنسی منہاج میں ڈھالنے سے عبارت ہے۔ چنانچہ یہ اپنے آغاز میں ان نظریات سے دست و گریباں ہوئی، جو ادب کے بارے میں رُومانی، پر اسراریت کے حامل اور اِدھر اُدھر سے ترکیب دیئے گئے (Eclectic) خیالات کا مجموعہ تھے۔ روسی ہیت پسندی ادبی مطالعے کو سائنس کی مانند معروضی اور منظم بنانے کی موید ہے اور ادب کی حقیقت یا ادبیت کے قابل محسوس پہلوؤں کو ضابطہ بند کرنے کی علمبردار ہے (1) اس موضوع پر برطانیہ اور امریکہ میں بحث کی ابتدا 1955ء میں منظر عام پر آنے والی Victor Erlich کی مصنفہ کتاب RUSSIAN FORMALISM: HISTORY-DOCTRINE سے ہوتی ہے (2) کیسا اہم نکتہ ہے کہ انقلاب روس سے پہلے روسی ادب میں رونما ہونے والی تحریک سے امریکی برطانوی ادب یعنی انگریزی ادب (جسے دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کے ادب کی نمائندگی کرتا ہے) تحریک کے اختتام کے لگ بھگ پندرہ برس بعد اس سے آگاہی حاصل کرنے کا سلسلہ شروع کرتا ہے۔ جس کے سیاسی اور معاشی عوامل کو رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ زمانہ روس اور امریکہ کے درمیان ترقی پسندی اور سرمایہ داری کے درمیان سرد جنگ کا زمانہ ہے۔ دوسرا اہم پہلو بھی سامنے رہے کہ اس تحریک کے پیش کار رومن جیکب سن، شکلووسکی ایسے کردار ایسے غیر اہم یا گمنام بھی نہیں کہ جن کے ادبی کسی سے ڈھکے چھپے رہیں دوسرا چونکہ بالخصوص شکلووسکی کے ہیت پرستانہ خیالات خود روسی انقلاب کی "سماجی حقیقت نگاری" سے متصادم تھے یہی سبب تھا کہ بہت جلد روس میں اس تحریک کا بوریا بستر لپیٹ دیا گیا جبکہ امریکہ برطانیہ جو اس وقت اپنی اپنی نو آبادیات کے مسائل سے نبرد آزما تھے روس میں برپا اس ادبی تحریک کو مضبوط کرنے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تھے تو کجا کہ جنگ عظیم دوم کے بعد دوسری صدی کے بعد اس نصف ان ممالک کو سیاسی سماجی منظر نامہ زیادہ واضح ہو کر ابھرنے لگا۔ اردو میں 1920 سے 1940 کا زمانہ ایک طرف رومانی تحریک کے عروج و زوال، مخزن اور اقبال کے افکار کے ساتھ انگریز نو آبادیات کے زیر اثر انگریزی زبان و ادب سے استفادے کا عہد ہے لہذا یہاں اب بھی ایک طرف رومانی تحریک اور دوسری طرف حالی کی سادگی اصلیت جوش کا طوطی چہک رہا ہے۔

اس ساری نیم فلسفیانہ نیم ادبی بحث میں لفظ 'ہیت' ترکیب Term کی شکل اختیار کر لیتا ہے، جس کے عمومی معنی کو ادبی متون یا فنی لوازم میں ایک نئ معنوی جہت سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے۔ اس تحریک کے ابتدائی منظر نامے سے تو ڈاکٹر ناصر عباس نیّر نے آگاہ کر دیا ہے مگر اتنا سا کہہ سن لینا کافی نہیں کیونکہ اردو میں اس تحریک کے بنیادی پس منظر، اس کی ساخت، اس کے لوازمات اور

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اس کی متفرق توجیہات پر باریکی سے دھیان دیا ہی نہیں گیا بلکہ گوپی چند نارنگ کے مضمون مشمولہ ساختیات پس ساختیات اور مشرقی شعریات کو بنیاد بنا کر کچھ ترمیم سے گزر اوقات پر اکتفا کیا گیا ہے یہی سبب ہے جس کے باعث اردو تنقید اپنے معاصر ادب سے لاتعلق اور سیاسی، سماجی، معاشی ڈسکورس سے بے بہرہ ہے۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ آج کی تنقید اپنے عہد کی تخلیق کے سامنے معذور اور گونگی بہری ہے کہ اسے آج کے حسن عسکری اور محمد علی صدیقی کی تلاش ہے کیونکہ اس نے عقل اور معنی کی تلاش کے سب آلات مغرب سے مستعار لیے اور اس پر طرفہ تماشا یہ کہ مارکس کے زیر اثر پنپتی، ٹوٹتی پھیلتی تحریکوں، نظریات کو اردو اور پاکستان کی حد تک ان نابغہ ءروزگار ناقدین نے اپنایا جو اپنی حقیقی فکری تنظیم میں سرے سے مارکس اور اس کے خیالات کی ترتیب کی نفی کرتے ہیں اس کی سب سے بڑی وجہ ان ناقدین کا عملی اور نظری زندگی میں بنیاد پرست ہونا ہے جبکہ مارکس کو لیفٹ کے ناقدین کے فہم و فراست کی ضرورت ہے نہ کہ بدھ کے روز 'ختنہ' کرانے کی برکتوں سے جڑے قدامت پرست ناقدین کی۔ ہمارا یہ مقالہ اردو کی تنقیدی تاریخ، اس کے نمائندہ ناقدین اور ایسے جملہ معروضات سے پہلو تہی کرتے ہوئے روسی ہیت پرستی کی اساس پر ڈسکورس قائم کرے گا اور اس ذیل میں کسی شخصیت خواہ وہ روسی ہیت پرستی کی تحریک کی روح رواں ہو یا اس سے متوازی کسی تحریک کی بنیاد گذار، کے خیالات علمی تبحر سمیت کسی بھی انفرادی حوالے پر وقت اور سطور صرف نہیں کرے گا تاکہ اردو کا قاری امریکہ، برطانیہ، فرانس، ہندوستان میں رواں خاص ادبی نظریات کے عہد میں روس جیسے معاشی اور علمی خطے میں بالکل الگ سے ایک تحریک کی بنیاد گذاری، ادب پر اس کے اثرات اور پھر اس کے زوال کے اسباب کو سیاسی سماجی پس منظر میں جان سکے۔ اس علمی ڈسکورس میں اولین مرحلے پر لفظ ہیت کے اصطلاحی معنی کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ہیئت کے معنی صورت، شکل، ڈھانچہ یا وضع کے ہیں۔ فلسفیانہ صورت میں ہیت (Form) کا ربط ایک ہی وقت میں مادہ کی صورت میں انسانی فہم / عقل کے ساتھ پیوست ہوتا ہے۔ جب کسی ٹھوس شئے کو مجرد حالت میں بیان یا پیش کیا جائے تو مخصوص وجود کی اپنی حقیقی کیفیت کو بیان کنندہ، اپنے تئیں اس خاص مادہ / ٹھوس وجود کا ہیتی ڈھانچہ بیان کر رہا ہوتا ہے یا کرنے کی سعی کرتا ہے۔ اس صورت میں کہا جا سکتا ہے کہ ہیت کسی شئے کی ظاہری حالت / ساخت / ڈھانچے کو کہا جاتا ہے ایسی ظاہری حالت جو ایک منطقی جواز رکھتی ہو اور اسی خاص منطقی جوہر پر اپنی شناخت قائم کرتی ہو۔ ادب اور شاعری میں صنفی درجہ بندی جزوی طور پر ہیت کی مرہون منت ہوتی ہے۔ جس کی بنیاد پر ناقد ادب پارے یا شعری متن کی تشریح و تعبیر کی سرگرمی کو بنیاد کرتا ہے۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اگر کسی مادے / جسم / وجود میں سے اس کا مجرد (غیر تجسیمی) ہونا اخذ کر کے دیکھا جائے تو جو شئے تجریدی حالت میں منظر عام پر آئے گی وہ اس کی ہیت، شکل، وضع، حالت ہو گی۔ ادبی معاملے میں بھی کچھ ایسے ہی حالات تخلیق کار سمیت مصنفین کے ہر دائروی مدار پر منطبق ہوتے ہیں۔ جیسے شاعر اپنے دماغ میں موجود خیال کو الفاظ کے دروبست کے ساتھ ہیتی ترکیب میں بیان کرتا ہے اس بیان سے پہلے جو منظر شاعر کے ذہن میں محفوظ ہوتا ہے وہ اس کی وضع ہے، شاعر کا تخیل اس کی وضع کے تخلیقی بیان میں معاون ہوتا ہے۔ شاعر / تخلیق کار اپنے فہم سے اس انفرادی خیال کو تجسیم کرتا ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہیت وہ خام جسمانی حالت ہے جسے شاعرانہ خیال ٹھوس وجود میں بدل دیتا ہے یا بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ادب و شعر کے فنی پھیلاؤ کو علامتی زبان بھی قرار دیا جاتا ہے۔ اپنی اصلی معنویت میں ایک ادب پارہ معنی کا وہ جہان نہیں جو اس کی پیش کردہ زبان کے قواعدی اور علامتی بیان سے تشکیل پاتا ہے بلکہ یہ وہ ترکیب ہے جو تخلیق کار مادی اجزاء کے بیان میں بروئے کار لاتا ہے۔ اسی ترتیب و تنظیم کو ہم ہیت قرار دیتے ہیں۔

روسی ہیت پرستی کے حقیقی پس منظر کو دیکھا جائے تو کڈن کے یہ الفاظ دیکھیں:-

"The Russian Futurists were against symbolism، mysticism and the cult of 'pure'beauty." (3)

روس میں ہیت پرستی کے پس منظر میں اٹلی میں فیوچر ازم جبکہ برطانیہ / امریکہ کے ادب میں رومانیت مجہ. م، ڈاڈازم کی تحریکیں بتدریج رونما ہو رہی تھیں اور اپنے عروج و زوال کے فسانوں پر بنیاد تھیں اور یہ نظریات مارکس کے سماجی حقیقت نگاری کے غلغلے میں تخلیق کار کو موضوع کے چناؤ، بحور کی اہمیت اور معاصر زندگی کی عکاسی سے آگاہ کرنے کے لیے اپنا اپنا کردار ادا کرنے کے ساتھ مذہب، خدا، انسان، نیکی، بدی ایسے مرکزی ضابطوں پر شک اور سوال کی تلوار لٹکا رہی تھیں۔ اس صورت حال میں روسی ہیت پرست اپنے لیے نئی راہ تلاش کرنا چاہتے تھے جس کی بنیاد پہلے سے مستعمل زبان کے ساختی ڈھانچوں کے مباحث میں پوشیدہ تھی۔ روسی ہیت پرستوں کے حوالے سے کڈن اپنی کتاب ڈکشنری آف لٹریری ٹرمز اینڈ لٹریری تھیوری میں لکھتے ہیں:-

“A literary theory which developed in Russia in the early 1920s. Practitioner and followers were called 'Formalists'،a projective term to imply limitations. 'RussianFormalism' was also a pejorative label.It was

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

> finished by 1930s because of Stalinist andSocialist-Marxist pressures on the individuals involved.........The Russian Formalists were primarily interested in the way that literary texts achieve their effects and in establishing a scientific basis for the study of literature." (4)

روسی ہیت پرستی کی تحریک کے پیش کار ادبی متون میں پوشیدہ معنی کے قیام میں ہیت کے اسی اصول کو کار فرما دیکھنا چاہتے ہیں۔روسی ہیت پرستی کی تحریک انقلاب روس کے زمانے یعنی 1916ء کے ارد گرد منظر عام پر آئی۔دھیان میں رہے کہ یہ وہی زمانہ ہے جب برطانوی ادب میں ایذرا پاؤنڈ اپنے ساتھی شعراء کے ساتھ تمثال کاری کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے تمثال کاری کی تحریک کا ڈول ڈال چکا تھا اور اسی تحریک کے ثمرات میں The Waste land،A city Sunset،Autumn جیسی نظمیں تخلیق کی جا چکی تھیں چونکہ ایذرا پاؤنڈ،ٹی ای ہیوم کی رفاقت میں ہیت کے برعکس موضوع کو شعری متن کا جوہر قرار دیتا اور اس کی تمام تر توجہ شعری تجربے میں معاصر سماجی فکریات کے تخلیقی اظہار پر مرتکز تھی،ایسا اظہار جو بیک وقت اوسط طبقے کے افراد کا نمائندہ ہو اور اس کی زبان بھی ورکنگ مڈل کلاس کے لیے موثر ہو۔یہی وجہ ہے کہ ایذرا پاؤنڈ نئی ادبی زبان تلاش کرنے پر زور دیتا،نئے شعری آہنگ کی تلاش کی اہمیت جتاتا اور سب سے بڑھ کر عامیانہ زبان سے گریز اختیار کرنے کی طرف توجہ دلاتا تھا۔ایذرا پاؤنڈ کے پیچھے فرانسیسی برطانوی مصنفین کی ادبی سماجیات کی تحریک سماجی حقیقت نگاری کے کئی نئے پہلو آشکار کرتے ہوئے تخلیق کار کی مجموعی شخصیت کے ساتھ اس کی کلی سماجی حیات اور راج دربار کی پسند ناپسند پر نگاہ رکھنے کو نقاد کا اولین قاعدہ قرار دے کر تخلیق کار کی موت جیسے مفروضہ کو انیسویں صدی کے آخر میں ہی رد کر دیتی ہے۔اس ساری صورت حال میں روسی ہیت پرست رائج ادبی ماڈل اور ہیتوں کی تردید کرتے ہوئے نئے ادبی ماڈل،ضابطے،سانچے اور اصول کی تلاش میں سرگرداں ہے،ایک طرف ادبی سماجیات کے بنیاد گذار ادبی متون میں عام آدمی کی زندگی کی شراکت ہر زور دیتے ہیں۔انیسویں صدی میں تاناشاہی حکومت کے خلاف تشکیل پانے والی اس تحریک کے نقوش بیسویں صدی میں مزید واضح ہو کر سامنے آئے جب ادبی سماجیات کے بنیاد گذار ادبی متون کی پرکھ اور معنی کے قیام میں تخلیق کار،سماج،ماحول،نسل،عہد یہاں تک کہ سرکاری اداروں کے تخلیق کار کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اثرات کا جائزہ لینے کا عندیہ دیتے ہیں۔(جن کی ضرورت فی زمانہ گزشتہ دو صدیوں سے بہت زیادہ ہے)بیسویں صدی کے یہ ابتدائی دہے اردو میں مقدمہ شعر و شاعری کے عروج کا زمانہ تھے یعنی تجزیہ کیجیے کہ ایک طرف برطانوی مصنفین تمثال کاری کے نظریات سے ڈاڈاازم،سرئلزم وغیرہ سے ہوتے ہوئے ہیت پرستی ایسی نئی نئی فکری تنظیم سازی کے ساتھ آگے بڑھتے جا رہے ہیں

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

تو دوسری طرف ماسکو سکول برائے لسانیات، مرکز برائے مطالعہ شعری زبان اور پھر روسی ہیت پرستی سے ساختیات، پس ساختیاتی، لسانیاتی مباحث سے تانا بُنتے چلے جا رہے تھے اوہیئت کاری کا یہ عمل ہنوز جاری و ساری ہے، جن کا فکریاتی جوہر سماجی عمل میں ثقافتی تفاعل اور اس تفاعل کے فرد کی زندگی پر اثرات اور ان اثرات کے محرکات کا باریک بینی سے مطالعہ ہے۔ روس میں روسی ہیت پرستی، برطانیہ امریکہ میں تمثال کار شعرا کی تحریک، سرئیلزم کی تحریک، ڈاڈائی ادب کے پیروکار اور اسی طرح کے متفرق فکری اور فنی نظریاتی پیراڈائم رد و تائید کے عمل سے دوچار یورپ اور امریکہ کی انفرادی اور مجموعی زندگی میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہے تھے، دوسری طرف ہمارا اردو ادب مقدمہ شعر و شاعری کے تنقیدی مکتب فکر اور اس سے پیش آمدہ صورت حال سے تاحال پوری طرح باہر نہیں نکل سکا (جس کے بنیادی نکات کا اطلاق مصنف یادگار غالب میں کہیں کرتے دکھائی نہیں دیتے) باوجود اس حقیقت کے ادراک کے کہ مقدمہ شعر و شاعری نوآبادیاتی عہد میں منظر عام پر آنے والا نوآبادکار کا سہولت کار ادبی متن تھا، جس کا منتہائے کمال اردو طبقے کی انفرادی یا اجتماعی شعور سازی نہیں بلکہ ان بنیادوں کو مضبوط تر کرنا تھا جو انگریز سرکار کی فرمائشی پر مرتب کیے گئے پروگرام تھے۔

بیسویں صدی کا زمانہ اقوام عالم کے لیے نئے فنی، فکری، سیاسی، معاشرتی، سماجی، عسکری عوامل میں نمایاں تبدیلیوں کا زمانہ ہے کہ اس میں ایک طرف تین صدیوں پر محیط انگریز راج دنیا کے مختلف ممالک میں کمزور پڑتا دکھائی دینے کے علاوہ، سائنس اور فلسفے کی ترقی سے زندگی کے عمومی پہلو خاص تبدیلیوں سے دوچار دکھائی دیتے ہیں تو اسی صدی کی آمد کے وقت افریقی علاقوں میں جنگ بوائر شروع ہو چکی تھی جس کے اختتام پذیر ہونے سے پہلے ہی عالمی جنگ کا نقشہ تیار ہونے لگا تھا، ساتھ جاری جنگِ بلقان نے انسانوں کو کئی طرح کے خطرات سے دوچار کر رکھا تھا۔ پہلی جنگ عظیم لاکھوں انسانوں کو نگلنے کے بعد وقتی طور پر تھمی ضرور لیکن پھر سے ایک نئے دیو کی صورت نمودار ہونے کو پر تول رہی تھی، جس میں شامل جنگی جنون اور قومی تفاخر کے عوامل نے کروڑوں انسانوں کی زندگیوں پر نہایت منفی اثرات مرتب کیے۔ اس صدی نے بنی نوع انسان کو جنگوں کی ہولناکیوں کے سپرد کرنے کے علاوہ اس کی سیاسی، سماجی، طبی، لسانی، ثقافتی، انفرادی حتی کہ قومی اور اجتماعی صورت حال کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ ان بدلتے ہوئے اثرات نے دنیا بھر کے ادب کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا۔ ہمارا یہ مقالہ بیسویں صدی کے ابتدائی عشروں پر محیط "ہیت پرستی" کی تحریک کے محرکات اور نظریات کے تجزیاتی مطالعہ کے ساتھ ادبی متن کی تشریح و توضیح میں اس کی اساس پر ڈسکورس قائم کرے گا۔ مقالہ کہ ترتیب و تسوید میں گوگل بابا سے ترجمہ کاری کے بجائے اردو اور انگریزی کتب / مضامین پر توجہ دی جائے گی۔ روسی ہیت پرستی کے حوالے

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

سے اردو میں کئی مضامین منظر عام پر آ چکے ہیں جن میں سب سے پہلے گوپی چند نارنگ کے مضمون کا تذکرہ اوپری سطور میں کیا جا چکا ہے، مصنف مغربی شعریات ہادی حسین نے ملخص مضمون "انجانی چیزوں کی ہیت" میں ادبی ہیت کے تصور و تعبیر پر معنی آفریں مکالمہ کیا،ڈاکٹر ناصر عباس نیّر کی کتاب جدید اور مابعد جدید تنقید، میں شامل مقالہ "روسی ہیت پسندی" بعد کے لکھنے والوں کے لیے ایک طرح سے گوگل کی حیثیت اختیار کر گیا کہ جو مضمون دیکھیں اس کے اثرات سے مبرا نہیں،اس موضوع پر ڈاکٹر غلام شبیر رانا کا مضمون "روسی ہیت پسندی:ایک مطالعہ "مجلہ معیار 16 میں شائع ہوا،پروفیسر نذیر احمد ملک کا مضمون " رومن یکوب سن،ساختیات اور ادبی تھیوری"مجلہ معیار 19میں شائع ہوا،انگریزی متون میں پیٹر سٹیہنر کی کتاب " Russian Formalism: A Metapoetics"جبکہ جے اے کڈن کی لغت برائے ادبی اصطلاحات اور ادبی نظریات میں اس تحریک کے حوالے سے خاطر خواہ مواد موجود ہے۔یہ وہ بنیادی ذرائع ہیں جن کی مدد سے مقالہ کی ترتیب و تسوید عمل میں لائی جا رہی ہے۔

بیسویں صدی کے پہلے عشرے میں ہندوستان میں حالی کی کوششوں اور انجمن پنجاب کے مشاعروں کی وساطت سے بظاہر نئے ادب کی ترویج کا عمل جاری تھا گو نئے ادب کی ترویج کا یہ عمل استعمار بنیاد طرز حکومت کی خواہش پر وقوع پذیر ہوا، جس کے معاصر یا مستقبل کے ادب پر کوئی خاص اثرات مرتب نہ ہوئے کہ در حقیقت اردو میں نیا ادب نظیر اکبر آبادی، اکبر آلہ آبادی کی شاعری جبکہ عبدالحلیم شرر، سجاد انصاری، محمد حسین آزاد سمیت دیگر مصنفین کی نثری کاوش سے تشکیل پانے کے مراحل میں تھا اور حقیقت حال یہ ہے کہ آج کی اردو نظم نظیر اور اکبر الہ آبادی کے شعری متون کے آئندہ پڑاؤ ہیں تو غزل جعفر زٹلی سے میر و غالب کی روایت کا تدریجی ارتقائی عمل، آزاد اور حالی کی کاوش سے انجمن پنجاب کے توسل سے کلاسیکی غزل کے ساتھ نئی موضوعاتی نظم کو اہم تخلیقی حوالہ بنا کر پیش کیا جا رہا تھا، انگریز سرکار کی طرف سے ہندوستان پر اپنے اجارے کی مضبوطی کے لیے جاری مختلف استعماری حکمت عملیوں میں سے ایک انجمن پنجاب تھی جس کے اثرات آج کی نظم پر قطعاً نہیں نہ ہی انجمن پنجاب کے تحت منعقد مشاعروں نے بعد کے شعرا یا شاعری پر کسی طرح کے اثرات مرتب کیے؟۔انگریز استعمار انجمن پنجاب کے استعمال سے حالی اور آزاد سے بالخصوص کام لے رہی تھی کہ حالی اس سے پہلے مقدمہ کی صورت میں مقصدی شاعری کی ضرورت پر خاصا کھل کر لکھ چکے تھے۔یہ زمانہ ایک طرف داغ دہلوی کی سادہ گوئی اور رومان پرستی کے نغمے سن رہا تھا تو دوسری طرف اختر شیرانی کے لیے لیلیٰ اور سلمیٰ سے محبت کے اعلان کرنے کی راہ ہموار کی جا رہی تھی۔

اس صدی سے پہلے کا ادب افلاطون اور اس کے شاگردوں کے طے کردہ ادبی نظریات کی حدود سے زیادہ دور نہیں جاسکا تھا سوائے اسلوب اور پیرائے اظہار میں ترقی کے، تنقیدی نظریات پر بھی افلاطون اور ارسطو کے پیش کردہ تصورات نے، دو ہزار سال سے زیادہ عرصہ تک ادبی نظریات و تصورات پر نہایت گہری چھاپ رکھی ہنوز جاری و ساری تھی، حتیٰ کی افلاطون نے شاعری پر جو بنیادی اعتراض کیا، اس کی علمیاتی حیثیت بھی جوں کی توں بر قرار رہی۔ اس ذیل میں ڈاکٹر خورشید جہاں لکھتی ہیں:

> "اگر حقیقت اشیاء کے اصلی خیال یا مثال پر مشتمل ہے اور منفرد اشیاء اشکال کا محض ایک عکس یا ان کی نقل ہوتی ہیں تو وہ شخص منفرد اشیاء کی نقل کرے ایک نقل کی نقل کرتا ہے یعنی وہ ایسی چیز پیدا کرتا ہے جو حقیقت سے بعید ہوتی ہے۔ یعنی وہ شخص چیزوں کی حقیقت کو جانے اور سمجھے بغیر ان کی نقل کرتا یا ان کا خاکہ کھینچتا ہے"(5)

افلاطون بنیادی طور پر فلسفے سے وابستہ تھے اور یہ پہلو لائق توجہ ہے کہ یونانی فلسفہ دلیل کی بنیاد پر قائم ہے لیکن سائنسی جوہر سے تہی، یہی وجہ ہے کہ اس کے ہاں استدلال علمیاتی دلیل کا تقاضا کرتا ہے، جو ان کے ہاں ناپید ہے۔ روسی ہیت پرستوں کے ہاں بھی استدلال بنیادی جوہر ہے جو ادب پارے کے معنوی جہان پر توجہ مرکوز کرنے کی ہدایت کرتا ہے کہ ادبی دائرہ اس حقیقت آشنا نکتہ نظر سے وسعت آمیز رہتا ہے۔ شاعر محض مادی اشیاء، ظاہری معاملات، خارجی حقائق کی نقل نہیں اُتارتا بلکہ بسا اوقات غیر مادی اشیاء، افکار، احساسات اور جذبات کو بھی بیان کرتا ہے یہی وہ بنیادی فرق شاعر اور فلسفی، شاعر اور مصور، شاعر اور فوٹو گرافر کے درمیان موجود ہوتا ہے۔ اسی تفریق کی صحیح معنوں میں علمی وضاحت "روسی ہیت پرستی" کی صورت میں کی جاتی ہے۔ روسی ہیت پرستی کے بارے ڈاکٹر غلام شبیر رانا لکھتے ہیں:

> "روسی ہیت پسندوں نے مواد اور ہیت کے بارے میں اپنی منفرد سوچ کو پروان چڑھانے کی سعی جاری رکھی۔ ان کا خیال تھا کہ ادبی فعالیت کی تفہیم کے لیے ادب پارے کی ہیت اور مواد کا بہ نظر غائر جائزہ لینا از بس ضروری ہے۔ روسی ہیت پسندوں نے ادبی تنقید میں پہلی بار ہیت اور مواد کا داخلی انسلاک کرکے اپنی انفرادیت کا لوہا منوایا۔ روسی ہیت پرستوں نے اس بات پر زور دیا کہ ادب پاروں کے معنی کی ترسیل کا راز ہیت میں پوشیدہ ہے۔ ادب پارے کی ہیت کا جائزہ اصل عبارت کے معنی کی تفہیم میں کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ ہیت کا جائزہ لیے بغیر معانی کے گنج گراں مایا تک رسائی ممکن ہی نہیں تخلیق فن کے مراحل سے گزرتے ہوئے تخلیق کار جب اپنی تخلیق زیب قرطاس کرتا ہے تو اصل عبارت کی ہیت کا

> تجزیاتی مطالعہ اس لیے ضروری ہے کہ یہ نہ صرف مواد کا مخزن ہے بلکہ اس کے وسیلے سے قاری ان تمام وسائل اور آلات کے بارے میں بھی آگہی حاصل کر سکتا ہے جنہیں اصل عبارت میں روبہ عمل لاتے ہوئے تخلیق کار نے ید بیضا کا معجزہ دکھایا ہے۔اس طرح روسی ہیت پسندوں نے اپنے اس موقف کی وضاحت کی کہ یہ ہیت ہی ہے جو اصل عبارت کے تصور کی تفہیم کی استعداد سے متمتع کرنے کا سب سے موثر اور اہم ترین وسیلہ ہے"۔(6)

روسی ہیت پرستوں نے تخلیقی متن کے قواعدی اور علامتی معنی کی بجائے اس کی ہیت کو مرکزی اہمیت دی اور واضح کیا کہ ادبی معنی کے قیام کے لیے ہیت اور مواد کے داخلی روابط کا کھوج ناقد کا کام ہے اور اس میں ادبیت کی مضبوط بنیاد تخلیق کار کا وظیفہ ہے۔ایسی بنیاد جس میں روزمرہ کی اور سامنے کی اشیاء غیر مانوس اور ان دیکھی محسوس ہوں۔ادبی پیشکش میں اجنبیت کے اس تصور ہر سب سے زیادہ کام شکلووسکی نے کیا۔اس کا خیال تھا کہ کوئی بھی شئے تجربے کی تکرار سے مانوس اور گویا کم دل چسپ ہو جاتی ہے (ہم یہاں کم وقعت کا لفظ لکھنے سے گریز کر رہے ہیں)اس صورت حال کے سبب سے اس شئے میں تجربے کی تازگی ختم ہو جاتی ہے۔ایک تخلیق کار کی ذمہ داری اپنے تخلیقی تجربے سے اس تازگی اور اچھوتے پن کی بازیافت کرنا ہے جو محض اجنبیت کے احساس کو اجاگر کرنے سے ممکن ہے یعنی تخلیق کار اپنے تخلیقی متن کو قاری کے سامنے یوں محسوس کرے کہ وہ اسے پہلے سے اجنبی محسوس ہو جس سے اس کی دل چسپی فطری طور پر اس تجربے سے جڑ جائے گی۔اس حوالے وکٹر شکلووسکی نے تخلیقی متون میں پیش کردہ پیکروں کی ان دیکھی تجسیم کے بارے میں اپنے مضمون Art As device میں لکھا:-

> "To this device of enstrangement belong also constructions such as ‹‹Pestel and the mortar‹‹or ‹‹the devil and the infernal regions". (7)

کیونکہ ان کے مطابق ہر ادب پارے کی ہیت اور اس میں بیان کردہ مواد کے درمیان ایک سائنسی تعلق موجود ہوتا ہے جس کے سبب سے یہ اپنی مخصوص ادبی حیثیت میں منسلک ہوتے ہیں۔ان کے مطابق تخلیق کے ہیتی ڈھانچے میں ایسے نشانات کا نظام پوشیدہ ہے جو ادبی ہیت اور ادبی مواد،زبان اور معنی کی تشکیل میں کلیدی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔نقاد کو ان نشانات کے نظام کو ہیت کی بنیاد پر ترتیب دینا چاہیے اور وجدان کے اس عمل سے گزرنا چاہیے جو اسے ادب پارے کے مواد اور ہیت کے باہمی روابط کو سمجھنے کے قابل بنائے۔کیونکہ تخلیق کار نے آرٹ کی خاص تکنیک سے ان اشیاء جو غیر مانوس بنا کر پیش کیا ہے۔

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اس تحریک کو ادبیات کی مختلف تحریکوں کے پس منظر میں انتہا پسندانہ رویہ خیال کیا جاتا ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس تحریک کے روحِ رواں فیوچرسٹ نکتہ نظر یا فردائیت کے خاص مخالف رہے، کیونکہ اٹلی میں برپا ہونے والی یہ تحریک در حقیقت سرمایہ دارانہ نظام کے لیے فضاء ہموار کر رہی ہے اور سائنس کی ترقی کے ساتھ انسانی ترقی کے راز کو افشاء کرنے پر مائل ہے اور سائنسی مشین کی ایجاد سے انسانی معاشرے میں آنے والے برق رفتاری پر اپنی بنیاد استوار کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ ان وگوں کے ہاں عقائدِ کی حد تک حوادث سے بھری زندگی، جنگ و جدل جبکہ وطن پرستی اہم نکات ہیں۔ اب سوچیں کہ بیسویں صدی کی ابتداء میں کہ جب روس میں مارکسی نظریات کے زیر اثر انقلاب آنے کو ہے، جرمنی نسل پرستی کے زعم میں پورے یورپ کے تباہ کرنے کے دم پر ہے تو کس کی ضرورت ہے کہ جنگ و جدل ہو؟ وطنیت کے نعرے ہر اسلحے کی خرید و فروخت کا سلسلہ شروع ہو جبکہ آدمی اپنی شرفیت اور مابعد الطبیعیاتی حدود سے باہر نکل کر اس کا ساتھ دے؟ تو اس کا سادہ جواب امریکہ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے جو سرمایہ داری کے عفریت کے تشکیل اور پھیلاؤ کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہے جبکہ دوسری طرف مارکس تو حقیقت نگاری کے کھیل میں سرمائے کو ایک قدر کی حیثیت سے دیکھتا ہے جوں شاعری بذات خود ایک قدر ہے؟

روسی ہیت پرستی کو کسی خاص ادبی تھیوری کے مخالف نظریہ بنا کر پیش کرنا ایک نوعیت کی زیادتی ہے کہ ظاہری سی بات ہے کہ یہ لوگ ادیب اور شاعر سے تخلیقی کائنات میں زبان، اس کی پیشکش، اس کے علامتی معنی کے بجائے اس کے ہیتی دروبست میں سائنسی معروضیت کو زیادہ قابل توجہ جانتے ہیں۔ اس تحریک کی منشاء جدید اور مسلسل متغیر زندگی کی حقیقتوں کو تخلیقی پیرائے میں اظہار کرنا جبکہ پرانے فرسودہ اور قدیم نکات (جو معاصر عہد سے متصادم ہیں) سے دوری اختیار کرنا ہے۔ اس حوالے سے مصنف کشاف تنقیدی اصطلاحات رقمطراز ہیں:

> "ہیت پرستی تنقید ادبیات کا ایک انتہا پسندانہ نظریہ ہے جس کی رو سے کسی ادب پارے کو صرف ہیت کے اصولوں کی روشنی میں جانچا جاتا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہر ادب پارہ کسی نہ کسی ہیت کا محتاج ہوتا ہے اور ہیت کے کچھ فنی لوازم ہوتے ہیں چنانچہ نقاد اگر ان فنی لوازم کو اپنے دائرہ بحث میں شامل کرتا ہے تو اس پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک حد تک ضروری بھی ہے"(8)

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

ادب واقعتاً کسی مخصوص ہیت کا پابند ہوتا ہے اور ہیت کے کسی بھی ادب پارے پر کچھ فنی اور فکری اثرات بھی ہوتے ہیں لیکن یہ طے کر لینا کہ ادب پارے میں ہیت ہی سب کچھ ہے اور دیگر لوازمات کی حیثیت کار وافر کی سی ہے تو گویا یہ عمل بھی غیر درست اور حقیقت سے متصادم دکھائی پڑتا ہے۔ ادب پارہ اپنے مواد اور ہیت کے باہمی تال میل سے وجود میں آتا ہے ناقد کے لیے لازم ہے کہ وہ ان دونوں لوازمات پر پوری نگاہ رکھے اور ان کے معروضی تجزیہ سے بہتر سے بہتر نتائج برآمد کرے۔ برطانیہ میں ایذراپاؤنڈ انگریزی شاعروں کو رومانوی موضوعات، بناوٹی زبان، کرخت زمینوں، عشق پرست لفظیات سے گریز کرنے کی تلقین کر رہا ہے۔ دھیان میں رہے کہ ایذراپاؤنڈ انگریزی ادب میں اس نوعیت کی ادبی اصلاح کے لیے 1910ء میں برسرپیکار دکھائی دیتا ہے اور اپنے پیش رو شعرا کی عشقیہ شاعری اور دربار سے وابستگی پر خطِ تنسیخ پھیر رہا ہے جبکہ اس سے کوئی چار دہائی پہلے مولانا الطاف حسین حالی ہمیں مغربی ادب سے رجوع کرنے اور ان کی شاعری میں موجود اعلیٰ نظری تفاعل اور تہذیبی سماجی تمدن سے فکری سطح پر مستفید ہونے کی دعوت دے رہے ہیں، وہی عوامل اور ادبی خصائص جن کو بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں خود انگریز تخلیق کار رد کر رہا ہے، جبکہ دوسری طرف یہی الطاف حسین حالی مرکزی راجدھانی دہلی کے نواح میں کریانہ فروشی پر مجبور نظیر اکبر آبادی کی طرف نگاہ التفات کرنے کی کوئی سبیل پیدا نہیں کرتے، جو اٹھارہویں صدی کے انجام سے ہی شاعری کو فطرت نگاری اور انسان پرستی کی طرف مائل کرتے ہیں۔ اسی زمانے میں روس میں رومن جیکب سن اور شکلووسکی اپنے ساتھی مصنفین کے ساتھ روسی ہیت پرستی کی تحریک کا ڈول ڈال رہے تھے۔ رومن جیکب سن اور شکلووسکی حقیقی معنوں میں اس تحریک کے بنیاد گزار ہیں جنھوں نے آگے چل کر روسی ادب کے علاوہ انگریزی ادب پر بھی خاص اثرات مرتب کیے۔ ان کے علاوہ یوری تائنیانو، والڈیمر پروپ، بورس ایکن بام، بورس توماشوسکی، گریگوری گکووسکی، جان مکاروسکی (9) ان مصنفین کے مطابق تخلیق کار کے لیے دیگر تخلیقی ذرائع کے ساتھ ساتھ ادبی ہیت بھی ایک نہایت اہم شئے کی حیثیت رکھتی ہے جس سے کسی نوعیت کی لاپرواہی برتنے سے ادبی دستاویز معنی اور اثر انگیزی کی قوت سے محروم ہو سکتی ہے۔ ان ماہرین کا خیال ہے کہ ادیب کے لیے بنیادی سوال یہ نہیں ہے کہ ادب کیا ہے؟ بلکہ ادب کیسا ہونا چاہیے؟ زیادہ اہم مفروضہ ہے جس پر توجہ صرف کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ان مصنفین نے ادب پارے کے متن کی بجائے اس کی ہیت یا ترتیب پر توجہ مرکوز کی۔ یہ زبان کے عمومی برتاؤ اور ابلاغ عامہ کی قوت تک محدود رہنے کے قائل نہیں بلکہ ان کے مطابق روزمرہ زندگی میں دیکھی ہوئی اشیاء کو نئے انداز پر پیش کیا جانا شاعر کے لیے لازمی ہے تاکہ ان میں خاص طرح کی کشش پیدا کرے۔ ایک ایسی انوکھی پیشکش جس میں ادبیت اپنی پوری ادبی شان کے ساتھ موجود ہو۔ رومن

جیکب سن(Roman Jakobson)نے ۱۹۱۵ء میں ماسکو لنگوئسٹ سرکل کی بنیاد رکھی جبکہ ۱۹۱۶ء میں پیٹرو گراڈ میں شعری زبان کے مطالعے کے لیے وکٹر شکلووسکی نے سوسائٹی قائم کی، جس کے پیش رو روسی ہیئت پسند وکٹر شکلوسکی(Victor Shaklovski) تھے۔ان دونوں مکاتیب فکر نے باہمی ارتباط کے عمل سے ادبی حلقوں میں خاص پذیرائی حاصل کر رہے تھے۔رومن جیکب سن نے اس حوالے سے لکھا:

> "Language must be investigated in all the variety of its functions .Before discussing the poetic function we must define its place among the other functions of language.An outline of these functions demands a concise survey of the constitutive factors in any speech event،in any act of verbal communication"(10)

جیکب سن کے مطابق زبان کی جانچ پڑتال ادب کی کسی بھی تخلیقی صورت میں ناگزیر ہے۔ تخلیق کار کے لیے لازم ہے کہ وہ شاعرانہ عمل میں دیگر عوامل کے علاوہ زبان کے عمل کو بھی بطور خاص دیکھے۔ان عوامل کے محرکات میں ایذرا پاؤنڈ کی تمثال کاری کی تحریک کی طرح زبان کے تخلیقی استعمال کے ساتھ اس کی ہیتی تخریج بھی اہمیت اختیار کر جاتی ہے۔یاد رہے یہ زمانہ روس میں مزدور انقلاب کا زمانہ ہے جس میں ادب بطور متحرک عامل کے اپنا کردار ادا کر رہا۔جیکب سن کے لفظ اور اس کے معنی کی ساخت بارے خیالات پر عزیز حامد مدنی کی رائے قابل توجہ ہے:

> "اس کا مضمون The Newest Russian Poetry(جدید تر روسی شاعری)1919ء میں شائع ہوا۔وہ ماسکو کے Linguistics Circle حلقہ لسانی کا رکن تھا۔جس کے مطابق لسانی ذریعے کی داخلی کیفیت سے شاعری میں تازگی آتی ہے۔وہ شاعری کی زبان کو Meta language"بدل لسانی" کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ زندگی میں کسی بھی قسم کا تغیر اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا کہ وہ ایسا مواد فراہم کرے جو نئ لسانی ہیت کا محرک بن جائے۔آئی اے رچرڈس نے بھی یہی بات کہی مگر وہ جیکب سن مواد کے معاشرتی پہلو کا الگ سے قائل نہیں تھا"۔(11)

چونکہ رومن جیکب سن کے خیال میں میٹالینگوئج یابدل لسانی ساختہ مصنف کی داخلی کیفیات سے جنم لیتا ہے اس لیے اس کی بنت کے عمل میں معاشرتی اکائی یا اجزاء اس طرح سے پیش پیش نہیں ہوتے جس نوعیت کی نشاندہی اطالوی ناقدین بالخصوص

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

فیوچر سٹ کرتے ہیں جوں ہیگل انسانی ذہن کے تخلیقی محرکات میں بے خودی کو مرکزی جوہر قرار دیتا ہے جو اپنی وجدانی کیفیت سے مسلسل ارتقاء کا سبب ہوتا ہے۔ رومن جیکب سن کے اپنے الفاظ دیکھیں:

> "Language must be investigated in all the variety of its functions .Before discussing the poetic function we must define its place among the other functions of language.An outline of these functions demands a concise survey of the constitutive factors in any speech event،in any act of verbal communication". (12)

یہاں زبان کی ہر صورت میں پرکھ پر زور دیا گیا ہے۔ یہاں تک کہ شاعرانہ مقصد پر بھی زبان کو جیکب سن فوقیت دیتے ہیں کہ ان کے مطابق شاعرانہ مقصد پر مکالمہ کرنے سے پہلے لازم ہے کہ شاعر کی زبان پر توجہ دی جائے کہ یہی زبان کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے قاری تک اپنا مدعا پہنچانے کی خوبیوں سے بھری ہوئی ہو۔ رومن جیکب سن اور اس کے ساتھی ناقدین چونکہ شعری عمل میں موضوع کی مرکزیت کو ہیت کی ساخت سے مشکوک بناتے ہیں، ایذرا پاؤنڈ اور اس کے ساتھ شعرا کے پاس راج دربار کی عیاشی پر مبنی شاعری کے نمونے ہیں تو شکلووسکی، رومن جیکب سن اور ان کے ساتھی مصنفین کے پاس متفرق لسانی حلقوں کی زبان کے ساختی عمل کی ارتقائی ترقی موجود ہے۔ یہی سبب ہے کہ روسی ہیت پرست الفاظ کی ترتیب سے ہی معنی کے قیام کا کلیہ کشید کرنے کی ضرورت پر زور دیتے ہیں جس کی انتہائی صورتیں اس تحریک کی خاموشی کے بعد لسان مرکز ادبی نظریات کی گہما گہمی سے ہمارے سامنے موجود ہیں۔ یہ تحریک 1914 سے 1930 تک اپنی پوری توانائی کے ساتھ جاری رہی اور اس کے بتدریج ختم ہو گئی، بعض ناقدین اس کے اختتام کا عرصہ 1940ء بتاتے ہیں۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ ہیت پرستی کی تحریک نے ہی در حقیقت "ہیتی تنقید" کا ڈول ڈالا مگر اس تحریک کی اپنی اساس میں انفرادیت مسلمہ اور دیر تک قائم رہنے والی ہے۔ جس کا بنیادی سبب اس تحریک کے مختلف کرداروں کا اپنے موقف کے ساتھ پوری ایمانداری سے جڑے رہنا اور اس کے مختلف پہلوؤں کو نئے خطوط پر استوار کرنے کی ممکنہ کوشش کرنا ہے۔ پروفیسر نذیر احمد ملک ہیت پرستی کی تحریک کے بنیادی گذاروں میں سے ایک رومن جیکب سن اور ان کی ادبی سرگرمیوں کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

> "رومن ب سن(1896_1982)روسی ہیت پسندوں اور فرانسیسی ماہرین ساختیات کے درمیان نہ صرف ایک پل کہ حیثیت رکھتے ہیں بلکہ ان دونوں حلقوں میں انہیں نمایاں اور ذی اثر مقام بھی حاصل ہے۔ ان دو تحریکوں میں دانشورانہ سطح پر ہی نہیں بلکہ عملی سطح پر بھی گہرا اشتراک پایا جاتا ہے اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ دونوں تحریکوں سے وابستہ ماہرین ایک تو لسانیات سے گہرا شغف

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

رکھتے تھے دوسرا یہ کہ کلچر کے بارے میں ان کا پختہ یقین تھا کہ زبان کی طرح یہ بھی اصول وضوابط کے تابع ہیں"۔(13)

رومن جیکب سن، شکلووسکی، باختن اور دیگر نمائندہ ناقدین نے اس پہلو پر اپنی توجہ مرکوز کرنے کی بجائے کہ ہمارے ادب کا زندگی کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ یاد رہے کہ یہ وہی زمانہ ہے جب ایذرا پاؤنڈ بار بار اپنے شعرا کی توجہ اپنے چھ نکاتی نظریے کی طرف مبذول کرا رہے تھے کہ سماجی عوامل اور عام زندگی کے عملی تفاعل سے لبالب بھری شاعری آج کے شاعر کا حقیقی وظیفہ ہے جس کا براہ راست ربط متوسط طبقے کی زندگی، قدیم بحور سے گریز سمیت رومانی شاعری سے دوری شاعر کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ صنعتی دور کی نمائندہ زندگی کو بیان کرے ،اس کے برعکس روسی ہیت پرست یہ دیکھ اور سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ فن اپنی حقیقی حالت میں زندگی کے ساتھ کیا برتاو کرتا ہے اسے کس نوعیت کے فوائد سے ہم کنار کر سکتا ہے۔ان دانش وروں کے خیال میں زندگی کو نئی معنویت سے آگاہ کرنا اور روایتی معنی کو چیلنج کرنا فن کا وظیفہ ہے۔

گویا روسی ہیت پرستوں کے خیال میں زبان کا ایک منصب کلچر کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرنا ہے جس میں وہ ادبی زبان کی طرز پر کچھ اصول وضوابط کی متقاضی رہتی ہے۔روسی ہیت پرستوں کا مرکز شاعری اور اس کے الفاظ کے دروبست کی صورت حال رہی مگر وہ یہ حقیقت بھی جان گئے کہ شاعری میں ہیت کی خوبی سے معنی کی سطح پر نت نئے تجربات کیے جاسکتے ہیں جبکہ تمثال کار شعرا کی تحریک کا دعویٰ تھا کہ شاعری میں نئے آہنگ تلاش کیے بنا قاری کی دل چسپی۔ہیں بٹوری جاسکتی اور اسی طرح شاعر کے لیے لازمی ہے کہ وہ روز مرہ زندگی کے واقعات کو نئی لغت کے قیام سے شعری عمل میں بیان کرے۔جے اے کڈن فن کی متفرق توجیہات میں سے یہ بھی بیان کرتا ہے کہ فن کا وظیفہ مانوس اشیاء،ماحول، کرداروں اور ایسے دوسرے معروضات کو اجنبی بنا کر پیش کرنا ہے تاکہ قاری اپنی معلوم دنیا سے نامعلوم جہان کی طرف سفر کرے، یہ ایک طرف فن میں چھپی مسرت کے حصول کا ذریعہ بھی ہو سکتا ہے اور دوسری طرف قاری کو فن کے کئی علاقوں سے متعارف کرانے کی سعی بھی۔روسی ہیت پرستوں کی کاوش کو دھیان میں لا کر دیکھا جائے تو وہ لفظ اور معنی کی نئی بحثوں سے بلاواسطہ مستفید ہوتے ہوئے ادب اور ادبی دنیا کو کچھ نئے راستے سجھاتے ہیں گو ایسی کوشش ان سے پہلے انگریزی، فرانسیسی ادب کی روایت میں موجود ہے جس قریب ترین حوالہ تمثال کاری اور فردائیت کے بنیاد گذاروں کی کاوشیں ہیں مگر یہ سب نامعلوم دنیا کے حسن اور کرب کو متوسط طبقے کی ادبی زبان کے ساتھ قاری تک پہنچانے کے حق میں ہیں اور شاعری پر راج دربار اور اشرافیہ و امراء کے تصرف پر اعتراض اٹھاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ روسی ہیت

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

پرست ایک طرف اپنے عہد سے جڑے ہوئے ہیں اور دوسری طرف بالکل نئے تصورات سے قاری کو آگاہ کرتے جاتے ہیں۔ کڈن کے ان الفاظ میں دیکھیں:-

> "The purpose of art is to impart the sensation of things as they are perceived، and not as they are known.The technique of art is to make objects 'Unfamiliar' ،to make form difficult، to increase the difficulity of length and perception، because the process of perception is an aesthetic end in itself and must be prolonged. Art is the way of experiencing' the artfulness of an object; the object is not importanat"(14)

زبان اپنی صورت میں بذات خود ایک ہیت یعنی ساخت ہے جو شکل بھی رکھتی ہے۔ روسی ہیت پرست زبان کی ہیتی صورت کے حوالے سے تین نکات کو بطور خاص دھیان میں رکھتے تھے مگر ساتھ ہی اس طرف بھی دھیان مرکوز کرنے کی دعوت دیتے ہیں کہ قاری کے لیے معروض object اتنا اہم نہیں ہوتا، جس قدر کہ اس کو قاری کے ذہن و عقل پر تھوپا گیا ہے بلکہ وہ فن میں چھپی فنکاری سے مسرت انگیز ہو کر ہی اس کے معنی و مفہوم تک رسائی کے پیچیدہ عمل سے با آسانی گذر سکتا ہے۔ ہیت کے باب میں تین اہم نکات کی طرف دھیان دیجیے:

1. ہیت / ساخت اپنے وجود میں مکتفی اور مربوط ہے جو متفرق صوتی اجزاء کے اتحاد کا نام نہیں بلکہ متفرق ہیتی اجزاء کے داخلی تعلق کا نام ہے یہی سبب ہے کہ ایک خاص ہیت میں کئی طرح کے عوامل ہیت / ساخت کے داخلی اصولوں کے تابع ہیں۔
2. پیت ساکت / جامد / ایک مقام پر رکی ہوئی نہیں ہے۔ اس کے اندرونی اصول تشکیلی عمل کے زیر اثر نئے عوامل کو روکتے نہیں ہیں بلکہ اپنے داخلی نظام کے زیر اہتمام انہیں جذب کرتی ہے۔ یہی وہ بنیادی جوہر ہے جس کے سبب سے کسی بھی لسانی اکائی کا اپنے داخلی سسٹم سے باہر کوئی تفاعل نہیں ہے۔
3. ہیت اپنی حقیقی حالت میں خود تنظیمی عمل ہے جو اپنے تشکیلی ضوابط کی توثیق اور معقولیت کے لیے کسی دوسرے جوہر سے انسلاک کا محتاج نہیں بلکہ یہ اپنی ضرورت کے حوالے سے خود مختار ضوابط کے تحت جاری رہتا ہے۔

رومن جیکب سن زبان کی ان خصوصیات کے حوالے سے لکھتا ہے:

"زبان سلسلہ وار جہات پر مشتمل ایک ایسی ساخت ہے جس میں کل اور جزو کے درمیان باہمی اتحاد کی خاص اہمیت ہے۔ یہ ایک کثیر منزلہ مکان ہے جس کے اندرونی ساختیاتی ضوابط کے تحت کل اجزا اور اجزاء کی معنویت کو متعین کرتے ہیں"(15)

روسی ہیت پرستی کی تحریک 1910ء کے اطراف میں شروع ہوتی ہے اور 1940ء کو اختتام پذیر ہو جاتی ہے۔ یہ زمانہ برطانیہ امریکہ فرانس ہندوستان میں ایک طرف کہیں بلاواسطہ اور کہیں بالواسطہ دوسری جنگ عظیم کی تیاری کا زمانہ ہے جبکہ ساتھ ہی تمثال کاری، ڈاداازم، سرریئلزم سمیت کئی ادبی تحریکوں کے زوال اور ترقی پسند تحریک کے عروج کا عہد بھی، طرفہ تماشا یہ ہے کہ ترقی پسند تحریک 1917ء کے روسی انقلاب سے اپنی راہ ہموار کرتی ہوئی، بیسویں صدی کے تیسرے دہے میں پہلے انگلستان اور پھر ہندوستان پہنچتی ہے۔ چونکہ تحریک اپنی داخلی اساس میں پیچیدہ نظام اور لفظ و معنی کے بے پایاں رموز سے عبارت جبکہ خارجی سطح پر ادب میں ادبیت یعنی ادب برائے ادب کی ضرورت پر زور دیتی ہے۔ اپنے ابتدائی الفاظ کی طرح ہم مضمون کو ڈاکٹر ناصر عباس نیّر کے ہی الفاظ سے اختتام پذیر کرتے ہیں اور اردو کے ناقدین کی اس باب میں مزید جستجو پر یقین کامل رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیّر اس تحریک کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

"روسی ہیت پسندوں نے بیانیے کی جو تھیوری پیش کی، اس کے پس منظر میں انیسویں صدی کے لوک کہانیوں کے روسی نقاد ویسیلووسکی (Veslovsky) کے خیالات صاف نظر آتے ہیں۔۔۔۔ اس بات پر بہت کم لوگوں نے توجہ کی ہے کہ بعض ہیت پسندوں کے خیالات پس ساختیات (بالخصوص دریدا کی ساخت شکنی) کے پیش رو بھی قرار دئے جاسکتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ہیت پسند سیاسی جبر کے سامنے تو تم کر کھڑے نہ ہو سکے تاہم مارکسی نقادوں کے اعتراضات کا جواب بہر حال دیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیت پسند ادب اور دیگر عمرانی شعبوں کے درمیان تعلق کے قائل ضرور تھے، مگر یہ لسانی سطح تک محدود رہے۔ یعنی سماجی علوم اور ادب میں مشترک زبان ہے لیکن ہیت پسند اس بات سے کبھی غافل نہیں ہوئے کہ نامانوس بنانے کا عمل حاوی محرک یا مؤلف ادب میں برتی جانے والی زبان کی قلب ماہیت کر دیتے ہیں اور نتیجتاً ارب اپنی ایک جدا اور منفرد کائنات تشکیل دینے میں کامیاب ہوتا ہے اور ادب کی اس انفرادیت کے ادراک اور قبولیت کے بغیر اس کے تجزیہ اور تحسین کا عمل منطقی سطح پر ناقص رہتا ہے"۔(16)

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اس حقیقت سے کوئی ذی روح منکر نہیں ہو سکتا کہ زبان انسانی اظہار کا ایک منظم اور مدثر وسیلہ ہے خواہ وہ علمی شکل میں ہو یا جذبے اور احساس کی پیشکش یا رد عمل کی صورت میں، زبان ایک سماجی سماجی حقیقت کی شکل میں رواں ہے اور امکان ہے کہ آئندہ بھی رہے گی۔ یہ انسانی کے انفرادی اور اجتماعی خیال کے اظہار کا طریقہ اور یوں خود انسان کے وجود کی مادی شناخت کا نشان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب زبان کے معاصر نظام یا اس میں پوشیدہ معنی کے نشانات میں کسی سطح کے تغیر کی کوشش کی جاتی ہے تو اس پر رد عمل ہر زمین اور ہر محل وقوع میں ایک سا نہیں ہوتا کہ زمان و مکان کی تفریق کے ساتھ خود انسانی افکار اور اس کی تفہیم کے مدارج میں بھی ایک طرح سے امتیازات کا ایک وسیع نظام موجود ہوتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ زبان کا معنوی اور استعاراتی نظام بالواسطہ یا بلواسطہ سماجی کی مرکزی اکائی یعنی اس کے جوہر کے ساتھ پیوست ہوتا ہے۔ اس طرح ہم تھوڑی باریک بینی سے مختلف علاقوں زبانوں اور ادبی حلقوں میں برپا ہونے والی تبدیلیوں کے بالعموم ان کے سماجی تفاعل اور نئی سرمایہ دارانہ تفہیم میں بالخصوص عالمی منظر نامے میں کھوج سکتے ہیں۔ روسی ہیت پرستی کا لگ بھگ نصف صدی تک برطانوی امریکی دنیا سے بالعموم اور اردو دنیا سے بالخصوص دور رہنے کا سبب اس خطے میں موجود کا کونیاتی نظام ہے جو مارکس کی حقیقت نگاری اور سرمایہ کی تقسیم کے ایجنڈے کے مقابلے میں امریکی نیو کرسیڑ ۰م یعنی نئی تنقید کے پیراڈائم کو متعارف کرا کر علم پر اپنے اجارے اور ہندوستان کے ادب پر اپنے فوق کو بڑھاوا دینے کا ایک راستہ بنا سکتے تھے اور شاید انھوں نے ایسا کیا بھی اور جب 1960ء تک ترقی پسند تحریک بھی اپنے عروج پر جا پہنچی تو انہیں اس کے مقابل روس سے ہی روسی ہیت پرستی کے نظام کو متعارف کرانے کی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ 1960ء کے عشرے تک اردو دنیا حالی، رومانیت اور ترقی پسندی کے مثلث سے آگے بڑھ رہی تھی جس کو نئی ادبی صورت حال سے اجاگر کر کے امریکی سرمایہ دارانہ نظام کے مزید استحکام کی صورتیں پیدا کی جا سکتی تھیں۔ گو ہم اوپر بہت سی باتیں دہرا چکے ہیں لیکن یاد دہانی کے لیے 1910ء سے 1960ء تک کے عالمی منظر نامے اور اس میں اردو کی صورت حال کے مختصر بیان پر مقالے کو قاری کی تفہیمی صلاحیت پر چھوڑا جا رہا ہے۔

1910ء سے 1916ء کے درمیاں روسی ہیت پرستی یعنی ادب میں ادبیت کے ساتھ ایسی تازگی جو قاری کے لیے پرکشش ہو، اسی زمانے میں برطانیہ میں ایذرا پاؤنڈ کی تمثال کاری کی تحریک کس کا مقصد متوسط طبقے کی عملی زندگی کو معاشرے کی ادبی زبان اور نئی شعری لغت کے ساتھ بیان کرنا، 1917ء میں روسی انقلاب اور سماجی حقیقت نگاری پر زور جبکہ سرمایہ دارانہ نظام

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اور اس کی نفسیات پر نہایت کڑے اعتراضات، 1920 تک پہلی جنگ عظیم کے ہولناک نتائج اور پھر 1939ء سے دوسری جنگ عظیم جس کے نتائج میں انسانیت اور انسان پر سے بھروسے کی اخلاقی اقدار کا قریب قریب خاتمہ۔

کارل مارکس کا حقیقت پسندانہ معاشی ماڈل اپنی بنیاد میں اقدار کی طاقت پر قائم تھا جسے امریکہ نے اپنی منصوبہ بندی سے ختم کر دیا کہ پورے یورپ کے لیے اقدار بذات خود اضافی ،ئے بن کر رہ گئیں اور طاقت، دفاع، خود کو دوسرے پر غالب کرنے کی خواہش غالب آگئی یہ وہ نکات ہیں جو بیک وقت سرمایہ کے حصول اور سائنسی معروضیت پر پختہ ایمان سے حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ جو اجتماعی بھروسے کی کمان کو توڑ کر انفرادی تیر کو زہر میں ڈبو کر بروئے کار لانے کی ترغیب دلاتے ہیں اور یہی سائنسی معروضیت کے نتائج بھی ہونگے جب انسان معاشرے میں خود کو اداس تنہا اور غیر محسوس پائے گا۔ تو اسے تحفظ کے لیے دولت اور مسرت کی کشید کے لیے اجنبی اور نامانوس خوشی ضرورت ہوگی جس کا ایک اہم وسیلہ ادب بھی ہو سکتا ہے۔

روسی ہیت پرستی کے معنی و مفہوم کو سمجھنے کے لیے شکلووسکی کے ایک مضمون کی یہ چند سطریں کافی ہیں۔ یہ مضمون گوگل پر محفوظ ہے جس کا حوالہ بھی دیا جارہا ہے۔ ہیت پرستی کے حوالے سے شکلووسکی 1917 میں اپنے شائع ہونے والے مضمون بہ عنوان Art As Technique میں لکھتا ہے:-

> "to make Art Exists to help us recover the sensation of life; It exists us feel Things To make the Stone Stony. The end of ART is to give a Sensation of the object as seen، Not as' Recognized. The Technique of Art is to make things 'Unfamiliar'. To make Forms Obscure، So As to increase The Difficulty and Duration of perception. The Act of Perception in Art is an end in itself and must be prolonged. In Art، It is our Experience of the process of Construction that counts،vNot the finished product. (17)

سادہ ترین الفاظ میں آرٹ ایک ایسی شئے کا نام ہے جو عام زندگی میں پیش آمدہ اشیاء، حقائق، تجربات، احساسات سمیت لاتعداد انسانی عوامل اور سماج کے ساتھ اس کے تفاعل جو روزمرہ کی ترتیب سے بالکل الگ کر کے پیش کرتا ہے۔ آرٹ میں اشیاء کے وجود کی بجائے اس کے احساس کو اولیت دی جاتی ہے تاکہ وہ شئے کے متعلق قاری / سامع کے احساس کو جگا دے، اسے ایک نیا زاویہ

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

عطا کرے اور اس کی جذبات واحساس کو نئے سرے سے تازہ کر دے۔ اسی مقصد کے حصول کے لیے شاعر تجربے اور مشاہدے کو غیر مانوسیت کے سے رنگے کاغذ میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے۔ اس کے برعکس ایذرا پاؤنڈ اپنے ساتھی شعراء کے ساتھ اشیاء کی مادی تصویر کو مکمل مجسم اور بااثر بنانے پر زور دیتے ہیں گو ان کے ہاں بھی زبان کا استعمال، بحور کی تلاش اور انسانی مزاج کی بدلتی صورت حال کے ساتھ نئی بحور کے توسل سے آہنگ کو پیدا کرنا ہے، ایسا آہنگ جو قاری کی پوری توجہ اپنی جانب مبذول کرانے میں کامیاب ہو جائے اور شعر اور عام آدمی کے درمیان رشتہ قائم ہونے کے ساتھ ساتھ مضبوط بھی ہو۔ اس سارے عمل میں شکلووسکی کی فکریات جو جوہر اشیاء و جذبات کے بارے علم کے حصول کی بجائے اس کے بصیرت کا ادراک ہے۔ شاعر شعر کے توسط سے انسانی تفکر کے طے شدہ معیارات پر ضرب لگاتا ہے اور اسے نئے تصورات کی طرف رواں کرتا ہے۔ ایسا ہی روسی ہیت پرستی کے پیش کاروں کا مدعا ہے کہ وہ شعر کے باطن سے قاری کے لیے احساس اور تفکر کی ایک نئی دنیا آباد کرنا چاہتے ہیں گو یہی عمل اس سے چھ برس پہلے برطانیہ میں ایذرا پاؤنڈ کر چکا ہے مگر اس کا انداز اس سے یکسر مختلف اور اہداف بھی قدرے دیگر ہیں۔ ایذرا پاؤنڈ کا مقصد برطانوی دربار کے ممدوحین سے شاعری کے دیو کو آزاد کرانا اور اس کی رسائی عام متوسط طبقے کے فرد تک لانا ہے جبکہ شکلووسکی اپنے ہم فکروں کے ساتھ شعری عمل سے فکر کی تعمیر نو کا کام لینا چاہتے ہیں

اردو تنقید کی موجود صورت حال پر دیکھا جائے تو تقلید برائے تقلید کے سبب سے حالی کے مقدمے سے رواج پانے والی انگریزی پرستی آج زمینی حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے برطانوی امریکی مباحث کے تراجم پر توجہ مبذول کیے ہوئے ہے اس کے فوری نتیجہ میں ادب سے مثالیت پسندی کا جوہر تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ لیفٹ رائٹ کی تمیز کا تصور ہی ندارد ہے بلکہ ناقد کے ساتھ ساتھ تخلیق کار بھی گرے آریا یعنی بے رنگ دائرے کے قیدی بنتے جا رہے ہیں۔ زمینی سچائی سے سروکار جوڑنے کے بجائے نقاد جدیدیت، مابعد جدیدیت اور اب تھیوری کے مباحث کو تراجم کی صورت اردو روپ دے رہا ہے اور سچ بھی یہی ہے کہ جس کی ترجمہ کرنے کی رفتار تیز ہے (معیار کسی کا مسئلہ نہیں) وہی بڑا نقاد تسلیم کیا جاتا ہے۔ مشاعرہ ایک طرح کا اداکاری کا میدان بن چکا ہے جہاں شعر اکلام پیش کرنے کی بجائے قارئین کے جذبات سے کھیلتے ہیں اور ٹھٹھہ مذاق ایک معمولی کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ حسن عسکری ایسے ناقدین کی جگہ ترجمہ نگاروں نے لے لی ہے اور ان کا ڈنکا خوب بج رہا ہے۔

جدیدیت، مابعد جدیدیت، تھیوری برطانیہ، امریکہ، روس، فرانس کے لیے متعلقہ ہو سکتے ہیں تیسری دنیا کے بھوکے، ننگے اور زندگی کے تنگ ترین دائرے میں پھنسے افراد کے دکھوں کا مداوا نہیں کر سکتے۔ تخلیق کار کا ایک کام آپنے سماج تفاعل سے آگاہ رہنا

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

اور اس کی تمثال کاری میں جتے رہنا ہے جبکہ ناقد کی ذمہ داری اس کے متن کی معنوی تشکیل کے علاوہ قاری اور تخلیق کار کے مابین فاصلے کو کم کرنا ہے۔ معمولی ڈا غور کریں تو یہی کام افلاطون ارسطو سے آج تک کا مغربی ناقد اپنے زمانے میں کر رہا ہے اور یہی کام اردو ادیب اور ناقد کو کرنا ہے۔ ایسا قطعاً نہیں کہ اردو شاعر، نثر نگار، نقاد یہ نہیں کر رہے لیکن اس سے زیادہ کی ضرورت ہے۔ کسی معاصر ادیب کا نام اس لیے نہیں لکھوں گا کہ اگر ایک بھی حق دار کا نام یاداشت کی ٹوکری سے پھسل گیا تو اس کی دل آزاری ہو گی مگر حقیقت ہے کہ آج درباری ادب اور مقبول عام ادب کے ساتھ اعلیٰ ادب بھی تخلیق ہو رہا ہے۔ نظم کی صورت میں، ناول کی صورت میں، افسانے کی صورت میں بس ضرورت قاری اور تخلیق کا
ر کے فاصلے جو بتدریج کم کرنا ہے جیسے شکلووسک، باختن، ایذرا پاؤنڈ اور اس کے ساتھی شعرا اور ناقدین نے کیا۔

حوالہ جات

1. ناصر عباس نیر ، ڈاکٹر، روسی ہیت پسندی، مشمولہ جدید اور مابعد جدید تنقید، انجمن ترقی اردو، کراچی، دوسری اشاعت 2013ء، ص 57
2. گوپی چند نارنگ، ساختیات پس ساختیات اور مشرقی شعریات، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، 1994ء، ص 79
3. J A Cuddon‹Dictionary of Literary Terms and Literary Theory‹New York‹Panguin Books‹1998‹Edition:IV‹P.336
4. J A Cuddon‹Dictionary of Literary Terms and Literary Theory‹New York‹Panguin Books‹1998‹Edition:IV‹P.327
5. خورشید جہاں، ڈاکٹر، جدید اردو تنقید پر مغربی تنقید کے اثرات، منشاء پبلی کیشنز، ہزاری باغ، طبع اول 1989ء، ص 14
6. غلام شبیر رانا، ڈاکٹر، روسی ہیت پرستی: ایک مطالعہ مشمولہ معیار 16، جولائی تا دسمبر 2016، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ص 277
7. Viktor Shklovsky: Theory Of Prose‹Translated by Benjmin Sher‹Dalkey Press ‹U.S.A‹1990.Page 12
8. ابوالاعجاز حفیظ صدیقی، ادبی اصطلاحات کا تعارف، اسلوب، لاہور، اشاعت اول مئی 2015ء، ص 521
9. غلام شبیر رانا، ڈاکٹر، روسی ہیت پرستی: ایک مطالعہ مشمولہ معیار 16، جولائی تا دسمبر 2016، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد، ص 277، 278

ISSN(Online): 2790-5861, ISSN (Print): 2790-5853

10. Roman Jakobson:"Linguistics and Poetics "article in Modern Criticism and theory، Edited by David Lodge ،Pearson Singapore

11. عزیز حامد مدنی، جدید اردو شاعری (حصہ اول)، انجمن ترقی اردو، کراچی، دوسرا ایڈیشن 2009ء، ص 268

12. Roman Jakobson:"Linguistics and Poetics "article in Modern Criticism andtheory،Edited by David Lodge ،Pearson Singapore ،2003،Page،33.

13. نذیر احمد ملک، رومن یکوب سن، ساختیات اور ادبی تھیوری، مشمولہ، معیار 19، جلد 1، 2018، ص 25

14. J A Cuddon،Dictionary of Literary Terms and Literary Theory،New York،Panguin Books،1998،Edition: IV،P.214

15. https://web.stanford.rdu/~eckert/PDF/jakbson.pdf

16. ناصر عباس نیر، ڈاکٹر، روسی ہیئت پسندی، مشمولہ جدید اور مابعد جدید تنقید، انجمن ترقی اردو، کراچی، دوسری اشاعت 2013ء، ص 68،69،71

17. https://www.google.com/url?sa=t&source=web&rct=j&url=https://warwick.ac.uk/fac/arts/english/currentstudents/undergraduate/modules/fulllist/first/en122lecturelist/shklovsky.pd/f&ved=ahUKEwiplJrkvtjAhWjgvHHZ_QCOQFnoECBAQAQ&usg=AOvVawxvriaILBBGhFkqa__bu-g